

سیر جمال

تذکرہ سیرتِ نبویؐ



ڈاکٹر عبد الشکور ساجد انصاری

المصطفیٰ تھنکرز فورم فیصل آباد

بَلَّغَ الْعُلَى بِجَمَالِهِ

پہنچے بلندیوں پر اپنے کمال کے ساتھ

كشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

دور ہو گیا اندھیرا آپ کے حسن و جمال کے ساتھ

صُنَّتْ جَمِيعُ فِصَالِهِ

تمام مخلوق سے آپ کی خصلتیں اچھی ہیں

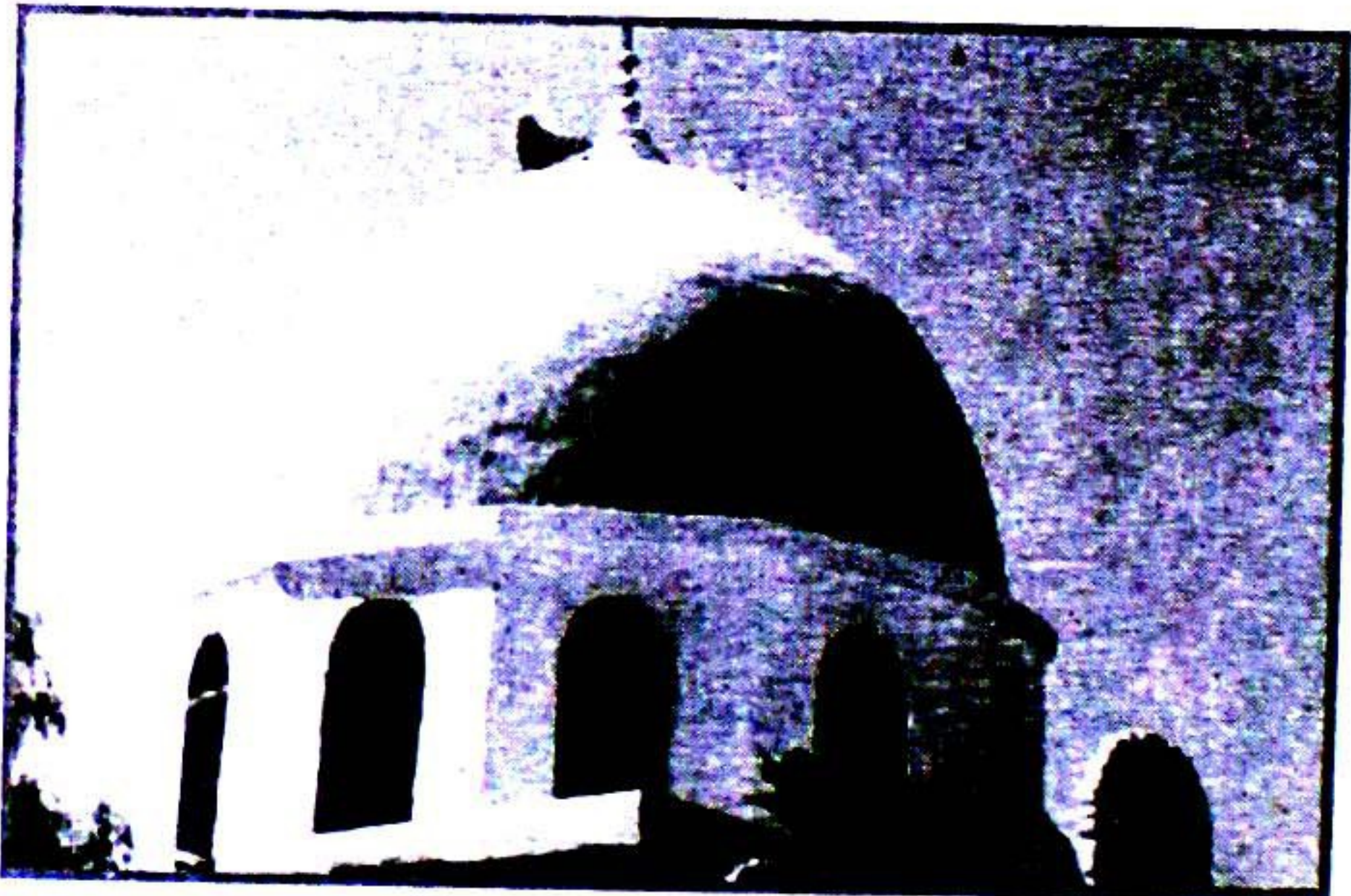
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

آپ پر بھی درود ہو اور آپ کی آل پر بھی درود ہو



پیکرِ جمال

تذکرہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ



روضہ پاک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (شام)

ڈاکٹر عبد الشکور ساجد انصاری

11121

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پیکر جمال (تذکرہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ)

کتاب

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

تحریر

جنید لاج A-154 لیاقت ٹاؤن، فیصل آباد

ای میل shakoorsajid@yahoo.com

بار اول (2005ء)

طباعت

گیارہ سو

تعداد

المصطفیٰ تحنکرز فورم فیصل آباد

پبلشر

محمد حنیف انصاری

گرافکس

40 روپے

ہدیہ

..... تعارف

نام	ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری
ولدیت	فضل محمد انصاری قادری (مرحوم)
تعلیم	بی ایس سی، ایم بی بی ایس، ڈی سی پی ایس (ڈرمیٹ) جاری
پیشہ	رجسٹرڈ شعبہ امراض جلد (پنجاب میڈیکل کالج) سول ہسپتال فیصل آباد، ماہر امراض جلد، بلال کلینک غلام محمد آباد فیصل آباد
کتابیں	<ul style="list-style-type: none"> ● نکتہ مدینہ ● باران نور ● ماہ ولایت ● چکر جمال ● خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (زیر طبع) ● لبیک یاسیدی صلی اللہ علیہ وسلم (زیر طبع) ● سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم (زیر طبع)

ذمہ داریاں

• چیئرمین المصطفیٰ تھنکرز فورم فیصل آباد

• جنرل سیکرٹری ”مرکز تحقیق“ فیصل آباد

• چیئرمین زینت فضل غوثیہ فاؤنڈیشن

• سیکرٹری بورڈ آف گورنرز المصطفیٰ قرآن اکیڈمی فیصل آباد

• جنرل سیکرٹری فیصل آباد رماٹولوجی کلب

• سابق جنرل سیکرٹری انجمن طلباء اسلام پنجاب

• سابق چیئرمین انٹرنیڈیکل کالجیٹ کونسل پاکستان

• چیف ایڈیٹر ”سیرت رنگ میگزین“ فیصل آباد

• مدیر ”المصطفیٰ میگزین“ فیصل آباد

• کالم نگار ”ماہنامہ سوک رپورٹ“ فیصل آباد

• چیف ایڈیٹر ”مجلہ سینما“ انٹرنیڈیکل کالجیٹ کونسل پاکستان 1984ء

ادبی مصروفیات

فہرست

- | | | |
|-------------------------------------------------------------|-----|----|
| ہدیہ سعادت | —●— | 1 |
| تقریظ : اصغر نظامی | —●— | 2 |
| عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت | —●— | 3 |
| عشق صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات | —●— | 4 |
| قرآن کریم اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ | —●— | 5 |
| عظمت و شان سیدنا بلال رضی اللہ عنہ | —●— | 6 |
| سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کی زندگی | —●— | 7 |
| سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی مدنی زندگی | —●— | 8 |
| سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم | —●— | 9 |
| سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم | —●— | 10 |
| سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت مجاہد اسلام | —●— | 11 |
| ہدیہ عقیدت | —●— | 12 |



ہدیہ سعادت

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ:

حضور اکرم نور مجسم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کائنات میں بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی اور فوز و فلاح کیلئے تشریف لائے۔ آپ کی تربیت گاہِ رحمت سے فیضیاب ہونے والے نفوس قدسیہ تاریخ انسانیت میں مثل آفتاب صوفشاں ہوئے۔ آپ کی تربیت کا کمال ہے کہ ان عظیم الشان ہستیوں کی مثال آج تک پیدا نہ ہو سکی۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت و رفاقت، جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عدل و انصاف، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت و غنا، حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شجاعت اور فقر و استغناء، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال پیش کرنا محال ہے۔

جس طرف بھی چشم محمد کے اشارے ہو گئے

جتنے ذرے سارے آئے ستارے ہو گئے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بارگاہِ نبوت سے فیض یافتہ نفوس قدسیہ کی زندگیوں کا مطالعہ اور ان کے سوانح حیات اور واقعات کا احوال و بیان آج کے مسلمانوں خاص طور پر نوجوانوں کیلئے بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ ویسے بھی پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم جس کی پیروی کرو گے، ہدایت سے بہرہ مند ہو جاؤ گے۔“ چنانچہ دنیاوی فلاح اور اخروی نجات کیلئے ان ہستیوں سے فیضیاب ہونا انتہائی ضروری ہے۔ صحابہ کرام کی اس مقدس جماعت میں ہر صحابی اپنی نظیر آپ ہے۔ لیکن

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جو مقام حاصل ہے اس کا جواب نہیں۔ جب بھی سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت کی بات ہوتی ہے، تصور میں آپ کا نام آجاتا ہے۔

فی زمانہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ انمول دولت ہے جو مسلمانانِ عالم کو آج کے پرفتن اور پر آشوب دور میں مصائب و آلام کے شکنجے سے بچا سکتی ہے۔ کیونکہ تمام طاغوتی قوتوں اور باطل عناصر کی مسلسل کوشش ہے کہ مسلمانانِ عالم کے دلوں کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے محروم کر دیا جائے بقول اقبال
یہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے جسم سے نکال دو

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لہذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئیڈیل زندگی کو نوجوانوں کے مطالعہ و مشاہدہ میں لایا جائے تاکہ ہمارے نوجوان ان کی راہ پر چل کر کامیابی و کامرانی کی منزل سے ہمکنار ہو سکیں۔ اسی باسعادت مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کتاب احباب کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی زندگی کا خاکہ، آپ کے فضائل، امتیازات و اوصاف حمیدہ کا ایک مختصر مگر جامع تذکرہ اس کتاب میں پیش کرنے کی ایک عاجزانہ اور بابرکت کوشش کی گئی ہے۔ اس کی ترتیب و پیشکش میں اگر کہیں خامی رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ سے اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمارے قلوب و اذہان کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع سے فروزاں کرے۔ آمین۔

طالب دعا

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنیاے رنگ و بو کی گہما گہمی میں، خوش ذوق احباب اپنے قلب و روح کی تسکین کی تلاش میں رہتے اور ہر خوب صورت اور خوش خصال تخلیق میں اپنے خالق کے جلوے آشکار پاتے ہیں۔ وہ صرف خوش رنگ پھولوں ہی میں نہیں بلکہ ہر ہر پتی کی ادائے دلبرانہ سے خوشبوئے یار پا کر اس پہ پروانہ وار فریفتہ نظر آتے ہیں۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ ناز سے پرورش پانے والے گلہائے رنگارنگ میں سے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آویزیوں نے ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری کے قلب و نظر کو موہ لیا اور انہوں نے جمال بلال کی نوری جھلک دکھانے کے لئے ”پیکر جمال“ نامی اس سراپا جمال کتاب کو تالیف کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ مکرمہ کو سعادتوں سے نوازنے کی ابتداء کی تو سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سعادتوں سے وافر حصہ پایا اور آپ نے توحید و رسالت کے فیض سے مستفید ہونے کے لئے اپنا دامن دل پھیلا دیا۔ شاعر مشرق درویش لاہوری کے الفاظ میں ”کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری“۔ اسی نماز عشق کے ذریعہ حاصل کردہ فیوض باطنی نے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمال و کمال کے اوج تک پہنچا دیا۔ آپ کے جمال و کمال سے امت مسلمہ کے خوشہ چینوں نے خوب خوب استفادہ کیا ہے۔ عربی، فارسی ہتر کی اور دیگر بہت سی زبانوں میں جمال و کمال بلال کے موضوع پر بہت زیادہ کام ہوا ہے۔

ازلی سعادتوں میں سے حصہ پاتے ہوئے اسی کار خیر کو مؤلف ذی وقار نے اردو میں آگے بڑھانے کا کام کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے سیرت اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بنیادی کتابوں سے استفادہ کر کے اردو میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے جمال و کمال کا ایسا ٹھنڈا میٹھا مشروب کشید کیا ہے جو ہماری نئی نسل کے اخلاق کی آبیاری کا کام بطریق احسن سرانجام دے سکتا ہے۔ خلوص و للہیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے قلم ساجد کو

ایسا آہنگ عطا کیا ہے کہ آپ کی تحریر دلوں تک بآسانی رسائی پاتی ہے۔ خدا کرے آپ کے کام میں مزید برکت ہو۔ آمین۔

حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار ساتھی کائناتِ اخلاق کے ستارے ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی اتباع کی جائے، مقصدِ حیات تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قافلہ عشاق کے سرخیل ہیں۔ آپ کی مثالی زندگی کا ہر گوشہ اس قابل ہے کہ ہماری نئی نسل اس سے مستفید ہو کر اخلاقِ کریمانہ کا اوج حاصل کرے۔

محبتِ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عام کرنے کے لئے بلالی جمال و کمال سے استفادہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے بتوفیقِ الہی اس کا راستہ آسان کر دیا ہے۔ عشق سرکار مدینہ علیہ التحیۃ والکینہ کے حسین مظاہر و مناظر ہماری اپنی قومی زبان میں منتقل کر دیئے ہیں۔ خدا کرے ہم ان صفحات پر بکھرے موتیوں سے کارزارِ حیات کی قباحتوں کو حسن آشنا کر سکیں۔

صرف روحِ بلالی کو مرشدِ عشق مان کر ہی کاروانِ حیات کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ہمیں مولفِ کتاب اور قارئین کرام کے درمیان حائل ہونا زیب نہیں دیتا۔ آئیے ہم سب مل کر اس نعمت غیر مترقبہ سے کما حقہ استفادہ کریں۔ اور جمالِ بلالی کو چار دانگِ عالم میں پھیلانے کے عمل میں وفا شعاری کا ثبوت دے کر ازلی سعادتوں سے محظوظ ہوں۔

خدا کرے کہ عشقِ بلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادضاء عنا کو عام کرنے کے لئے ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری صاحب کی یہ کوشش مدنی دربار سے شرفِ قبول پائے۔ آمین۔ بجا اظہارِ ویتس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

اصغر علی نظامی۔ فیصل آباد

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت

حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر نور اس کائنات میں باعث تکوین کون و مکان، رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء اور راحتِ قلب و جاں بن کر تشریف لائی۔ آپ حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کا اخلاق و کردار تمام انسانیت کیلئے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ کی ذاتِ بابرکات سے عشق و محبت ایمان کی اساس اور دنیاوی و اخروی فوز و فلاح کی ضامن ہے۔ اقبال نے کہا ہے

مغز قرآن روحِ ایماں، جانِ دین
ہست حبِ رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گویا قرآنی تعلیمات کا مرکز و محور، ایمان و ایقان کی روح اور دین و مذہب کی بنیاد فقط عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت ہے۔ یہاں قرآن و سنت کی روشنی میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت کے بارے میں چند گزارشات پیش خدمت ہیں:-

1- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نَّاقَرْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبة: 24)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری

عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا، جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

انسان کو مال و دولت، گھر بار، وطن، بہن بھائیوں اور خصوصاً اولاد سے بے انتہا محبت ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آئیے مبارکہ میں تنبیہ فرمادی کہ اگر یہ محبت اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ، اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر ہے تو گویا پھر یہ اللہ تعالیٰ کے غضب و غصہ کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق و محبت ہر چیز پر مقدم ہے اور اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

2- حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (بخاری شریف)

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔

3- حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا ”یا رسول اللہ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔“ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ”اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی۔ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔“ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اب کہیں تمہارا ایمان مکمل

ہوا، (صحیح بخاری)

4- ایک اور حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تین باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پا جائے گا۔ پہلی یہ کہ اس مومن کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسری بات یہ کہ وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کیلئے کرے۔ اور تیسری بات یہ کہ کفر سے نجات پالینے کے بعد اس کی طرف پلٹ جانے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف)

5- غزوہ احد میں ایک انصاری صحابیہ کے تین قریبی عزیز یعنی اس کا شوہر، اس کا باپ اور اس کا بھائی شہید کر دیئے گئے۔ لیکن اب سے صرف سید العالمین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر تھی۔ اس نے حضور کا پتہ دریافت کرتے ہوئے کہا۔

”أَذْوِينَهُ حَتَّىٰ أَنْظَرَ إِلَيْهِ“ ”مجھے سرکار کے قریب لے جائیں تاکہ میں آپ کی زیارت کر لوں“۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئیں تو کہا:

”كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ“ ”یا رسول اللہ! آپ کے ہوتے ہوئے تمام مصیبتیں ہچ ہیں۔“

6- امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ”یا رسول اللہ! بے شک آپ میرے نزدیک میری جان اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں مگر جب آپ یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں، صبر نہیں آتا۔ لیکن پھر میں آخرت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ جنت میں آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مرتبہ میں اٹھائے جائیں گے اور میں جنت میں نسبتاً ادنیٰ درجہ میں ہوں گا۔ تو مجھے ڈر ہے کہ آپ کی زیارت سے محروم رہوں گا۔ یہ سن کر حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آگئے:-

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ
أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ سورة النساء

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرے۔ پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوکاروں کے ساتھ اور یہ اچھے رفیق ہیں۔

7- سیدنا عبد اللہ بن مسعود راوی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ ”آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کی نسبت جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جن سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی“۔ آپ نے فرمایا ”انسان قیامت کے دن ان لوگوں کے زمرہ میں اٹھے گا جن سے وہ محبت رکھتا تھا۔“

8- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا: ”تجھ پر افسوس ہے تو نے اس دن کیلئے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے اس دن کیلئے کچھ نہیں تیار کیا۔ ہاں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہوگا کہ جس سے تو محبت رکھتا ہے۔“

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت، آپ کی ذات بابرکات کی توقیر و تعظیم اور ادب و احترام یہ سب ایمان کامل کی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:-

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَتُعَزِّرُوهُ وَتُقِرُّوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ الفتح: 9

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا، اور ڈرسانے والا بنا کر بھیجا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم اور توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

اس آئیہ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اپنی تسبیح سے بھی پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کو اولیت دے کر آپ کی شان و عظمت میں کس قدر اضافہ کیا ہے۔ سبحان اللہ!

بارگاہ نبوت کے ادب و احترام سکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالِكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ الحجرات: 2

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور ان کے حضور زور سے باتیں نہ کرو، جس طرح تم آپس میں چیخ کر باتیں کرتے ہو۔ اس طرح کرنے سے ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (کنز الایمان)

صحابہ کرام رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت رکھتے تھے اور کتنا باادب رہتے تھے۔ اس کا نقشہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس طرح کھینچا ہے:-

”جس وقت آپ گفتگو شروع فرماتے آپ کے صحابہ اس طرح سر جھکالیتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔“ (شمائل ترمذی)

صحابہ کرام کی جانب سے ادب و احترام کا عالم دیکھئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ان کے دروازہ مبارک پر ناخنوں

سے دستک دیتے تھے۔“ (شفا شریف)

مندرجہ بالا آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ سے یہ حقیقت بالکل آشکار ہوتی

ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کی اساس ہے اور آپ کا ادب و احترام اعمال

کے کارآمد ہونے کا پیمانہ ہے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات

حضرت علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”سیرت

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار کے لئے

مومن میں درج ذیل دس صفات کا پایا جانا لازم قرار دیا ہے۔ ان کے بغیر دعویٰ عشق مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض نمود و نمائش ہے:

(1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بکثرت کرنا، درود شریف کثرت سے پڑھنا،

احادیث کا پڑھنا، محافل میلاد کا اہتمام و شرکت کرنا، یہ سب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی علامات ہیں۔

(2) اسوۂ حسنہ کی مکمل پیروی اور سنتوں پر مکمل عمل کرنا۔

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دیدار سے مشرف ہونے کا نہایت

اشتیاق ہونا، جیسا کہ حضرت بلال، حضرت ابو موسیٰ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو تھا۔

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کرنا۔

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب ہستیوں یعنی اہل بیت عظام، صحابہ

کرام، مہاجر و انصار سے محبت رکھنا۔ اور جو کوئی ان سے عداوت رکھے، ان سے عداوت

رکھنا۔

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض و عداوت رکھنے والوں کو اپنا دشمن سمجھنا اور مخالف شریعت سے نفرت کرنا، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾ المجادلہ: 22

”تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے گھرانے کے ہوں۔“

(7) قرآن کریم سے محبت رکھنا، وہ اس طرح کہ ہمیشہ اس کی تلاوت کرے، اس کے معانی سمجھے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہو۔

(8) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خیر خواہی چاہنا اور اس پر شفقت کرنا۔

(9) دنیا سے رغبت نہ کرنا اور فقر و رویشی کو غنا پر ترجیح دینا۔

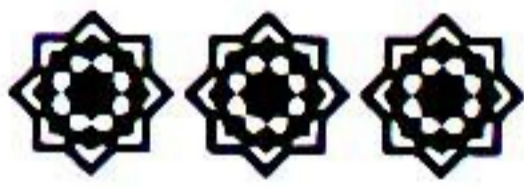
(10) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہرِ پُر نورِ مدینہ طیبہ سے محبت کرنا اور آپ کے تبرکات کی تعظیم و ادب کرنا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:- ”جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اسی جگہ مرے۔ وہ شرفِ شفاعت اور میری شہادتِ باسعادت سے مشرف ہوگا۔“

مندرجہ بالا تمام علامات نبی کریم رؤف و رحیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع صحابہ کرام میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ صحابہ کرام بلا شک و شبہ عشقِ رسول کا مظہرِ کامل ہیں۔ ان کی زندگی کا ایک لمحہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی روشنی سے منور ہے۔ انہوں نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت میں اپنی جان مال، عزت و آبرو غرضیکہ ہر چیز قربان کی۔ کفار کے ظلم و ستم برداشت کئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے اپنا گھر بار اور وطن چھوڑا۔ عزیز واقارب سے رشتہ ناطہ توڑا۔ اور اعلائے کلمتہ الحق کے لئے جان و مال کے ساتھ جہاد کیا۔ اسی طرح وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے ہمہ وقت بے چین رہتے۔ آپ کے ارشادات و فرمودات پر فوراً عمل پیرا ہوتے۔ گویا انہیں دنیا و آخرت کی ہر چیز سے بڑھ کر صرف اور صرف جانِ کائنات فخر موجودات حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے محبت و عقیدت تھی۔

اگرچہ تمام صحابہ کرام عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے مالا مال تھے۔ لیکن اس نعمتِ عظیمی کی فراوانی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ہاں بہت زیادہ تھی۔ اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام اگر کسی شخص کو کہا جاسکتا ہے تو بلاشبہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں ایک استعارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ع ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔



قرآن کریم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ

سورۃ النعام میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ
وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ
عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

ترجمہ: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام، اس کی رضا چاہتے ہیں۔ آپ پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں۔ پھر انہیں آپ دور کریں تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔
(کنز الایمان از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

یہ آیت کریمہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور دیگر اولین صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی جو بظاہر فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے تھے اور مکہ کے مظلوم و غریب طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ وہ عظیم نفوس قدسیہ ہیں جو ابتلا و آزمائش کے دور میں اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش کی ایک جماعت رسول اللہ کے پاس سے گزری۔ اس وقت آپ کے پاس حضرت خبیب، حضرت صہیب، حضرت بلال، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اور قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرائیے جو اپنے رب کی طرف جمع کئے جانے سے ڈرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ کے حوالے سے صحیح مسلم سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی میں درج ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں یہ آیت ہم چھ نفوس یعنی میرے، حضرت ابن مسعود، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت مقداد اور سیدنا بلال رضی

اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی۔

دور حاضر کے عظیم مفسر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی اپنی تفسیر البیان میں امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بیان کیا۔ کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت عمار، اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ مشرکین نے ان مسلمانوں کو حقیر جانا۔ وہ آپ کے پاس آ کر خلوت میں بیٹھے اور کہنے لگے۔ ”ہم آپ کے ساتھ مجلس میں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ عربوں میں ہماری کیا فضیلت ہے۔ ہم کو حیا آتی ہے کہ عرب کے لوگ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں۔ لہذا جب ہم آپ کے پاس آیا کریں آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ اور جب ہم آپ کی مجلس سے فارغ ہو جائیں تو پھر چاہے ان کو بیٹھا لیا کریں۔“ آپ نے فرمایا، اچھا۔ انہوں نے کہا آپ ہمیں یہ لکھ کر دے دیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحیفہ منگوا یا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھنے کیلئے بلایا۔ ہم اس وقت ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ ”اور ان (مسکین مسلمانوں کو) دور نہ کیجئے۔ جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ وہ اسی کی رضا جوئی کرتے ہیں ان کا حساب سرِ موآن کے ذمہ نہیں۔ پس اگر بالفرض آپ نے ان کو دور کر دیا تو آپ غیر منصفوں میں سے ہو جائیں گے۔“

(القرآن)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی دیگر مسکین و غریب صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان میں نازل ہونے والی اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے ضیاء القرآن میں ادیبانہ پیرائے اور عشق و محبت سے لبریز لہجہ

س یوں تحریر کیا ہے:

”حضرت بلال، یاسر، خبیب وغیرہ غریب و مسکین صحابہ رضی اللہ عنہم ہر وقت شمع رسالت پر پروانہ دارنثار ہوتے رہتے تھے۔ کفار جو نسلی برتری کے قائل تھے انہیں ہرگز گوارا نہ تھا کہ وہ ان غریبوں کے پاس بیٹھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کہلا بھیجا کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونا تو چاہتے ہیں۔ لیکن آپ کے گرد گنواروں اور ناداروں کا ہجوم ہوتا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنے میں ہماری ہتک ہوتی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں تو ہم حاضر ہو سکتے ہیں۔ حضور کے خاطر مبارک میں خیال گزرا ہی تھا کہ فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ حکم لے کر حاضر ہو گئے۔ اور ساری دنیا کو بتا دیا کہ یہی وہ بارگاہ بے کس پناہ ہے جہاں حاضر ہونے والوں کی قدر و قیمت کا اندازہ ان کے زرق برق لباس اور ان کی دولت و ثروت کی بناء پر نہیں بلکہ ایمان و تقویٰ کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ کے الفاظ سے قیامت تک آنے والی امت کو بھی اس طرز عمل پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کر دی گئی۔ القربی میں ہے۔ ”اگر آپ ایسا کریں تو آپ ظلم کا ارتکاب کریں گے۔ پناہ بخدا! کہ ایسا فعل حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہو۔ یہ تو محض احکام الہی کا بیان ہے تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی فرزند اسلام سے بھی ایسی حرکت صادر نہ ہو۔“

سورہ انعام کی اگلی آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

اور آپ جیسے دیگر مفلس و نادار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بیان فرمائی ہے۔

﴿وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا أَوْ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

ترجمہ: اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان

لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے لازم کر لی ہے۔ کہ تم

میں سے کوئی نادانی سے کچھ غلطی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور

جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

حسن بصری اور عکرمہ نے کہا کہ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جن کو

مجلس سے اٹھانے سے منع فرمایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ان کو دیکھتے تو

ابتداءً سلام کرتے۔ اور فرماتے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو

رکھا جن کے متعلق مجھے ابتداءً سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔ زجاج نے کہا سلام کا معنی انسان کیلئے

آفات سے سلامتی کی دعا ہے۔ زادالمیر۔ (بحوالہ البیان از علامہ غلام رسول سعیدی)۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں۔ ”وہ مقدس گروہ جن کے شب

وروز کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف ہوتا ہے اور ان کے دل نور ایمان سے لبریز ہیں۔

ان کی مزید عزت افزائی کا سامان ہو رہا ہے۔ یعنی کیا ہوا جو وہ پھٹے پرانے لباس میں ملبوس

ہیں اور نان جو یں کے علاوہ اور کوئی چیز کھانے کو میسر نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک

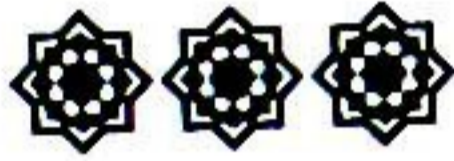
ان کی شان یہ ہے کہ اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب وہ آپ کی خدمت میں

حاضر ہوں تو آپ پہلے انہیں سلام فرمائیے۔ اور انہیں یہ دعا دیجئے کہ تمہارا دین، تمہاری دنیا

ہر قسم کے مصائب و آلام سے محفوظ رہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا فرمائے ہیں جنہیں پہلے سلام کرنے کا مجھے حکم فرمایا گیا ہے۔ نیز یہ وہ خوش نصیب ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا دامن پھیلا دیا ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات کریمہ اور مختلف مفسرین کی تفاسیر و آراء سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور آپ جیسے دیگر نادار و مفلس صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت و شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی بلند و بالا ہے!



عظمت و شان سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

(احادیث اور روایات کی روشنی میں)

1- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے ایک آہٹ سنی“۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ”یہ کون ہیں؟“۔ انہوں نے جواب دیا کہ ”بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔“ (مشکوٰۃ، ص: 575، مدارج النبوة اردو، ج: 2، ص: 1006)

2- ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کے وقت فرمایا کہ ”اے بلال! تم یہ تو بتلاؤ کہ تم نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایسا کونسا عمل کیا ہے جس کی قبولیت کے متعلق دوسرے سب اعمال سے زیادہ امید رکھتے ہو،“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ! میں نے ایسا تو کوئی کام نہیں کیا جو دیگر تمام اعمال سے زیادہ امید دلانے والا ہو۔ البتہ رات یا دن کے وقت جب کبھی میں نے وضو کیا تو اس سے اپنے مقدر کی نماز (تحیۃ الوضوء) ضرور پڑھی“ (بخاری، جلد 2، ص: 1124)، یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بس اسی عمل کی وجہ سے تم کو یہ رتبہ ملا (یعنی معراج کی شب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سنی) (متدرک، جلد 3، صفحہ: 285)۔

3- ایک دن صبح کے وقت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ”بلال کھانے میں شریک ہو جاؤ“۔ انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں آج روزے سے ہوں۔ یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں محفوظ ہے،“ پھر آپ نے مزید ارشاد

فرمایا: ”اے بلال! کیا تمہیں معلوم ہے کہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح میں مشغول رہتی ہیں۔ اور اس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتی ہیں جب تک کہ اس کے پاس کچھ کھایا جاتا ہے۔“
(مشکوٰۃ، ص: 181، رواہ البیہقی)۔

4- واقعہ معراج کے حوالے سے ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ جنت کی سیر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حور کو مغموم اور اداس دیکھا جو حسن و جمال میں اپنا جواب آپ تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت کرنے پر اس حور نے کہا کہ میں جنت کی حوروں کی ملکہ ہوں۔ میں نے ایک دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ الہی مجھے وہ ہستی تو دکھا دے جو قیامت کے دن میرا جوڑا بنے گی۔ مجھے حکم ہوا کہ آئینے کو دیکھو۔ چنانچہ میں نے جس شخصیت کو آئینے میں دیکھا۔ اس کے ہونٹ موٹے موٹے، رنگت سیاہی مائل، چہرہ بھدرا اور قد بے ڈھنگا تھا۔ جیسے ہی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حلیہ سماعت فرمایا تو جلال سے فرمایا: ”تو نے جو سراپا بیان کیا ہے وہ تو میرے پیارے بلال کا ہے۔ ایک عاشق سراپا، ایک وفاکیش مومن، اور گوہر نایاب، کو پا کر تو کم نصیبی کا شکوہ کر رہی ہے۔ تجھے نہیں معلوم کہ بلال میرا سچا عاشق ہے۔ اس کے جسم کی سیاہی قیامت کے روز تل بنا کر تمام حوروں کے رخساروں پر فروزاں کر دی جائے گی۔ تو اپنے حسن و جمال پہ غور نہ کر۔ ہو سکتا ہے جس دن تو ستر ہزار نقاب الٹ کر میرے بلال کے سامنے آئے تو وہ تجھے ناپسند کر دے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان سن کر وہ حور سخت نادوم ہوئی۔ اور معذرت کرتے ہوئے کہنے لگی کہ بس مجھے وہ سیاہ فام بلال رضی اللہ عنہ ہی پسند ہے۔ زہے نصیب کہ آپ کا عاشق صادق میرے نصیب میں آیا۔ اس کی معذرت قبول فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ گئے۔
(زلف و زنجیر)

5- ایک مرتبہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”بلال جنت میں سب

سے پہلے داخل ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! کیا آپ سے بھی پہلے؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں مجھ سے بھی پہلے۔ میں جس ناقہ پر سوار ہوں گا اس کی مہار بلال نے تھام رکھی ہوگی۔ اس طرح وہ مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔“

6- سرور کائنات خیر موجودات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بشارت دی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام جحرانہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک دیہاتی نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ ”اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا، اس کو پورا کیوں نہیں کرتے۔“ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تم کو بشارت ہو، اس نے کہا ”بشارت تو مجھ کو بہت دفعہ سنا چکے ہو، کچھ مال دیجئے۔“ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جلال میں آتے ہوئے میری اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا ”اس نے بشارت کو قبول نہیں کیا تم قبول کر لو گے؟“ ہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! ہم نے قبول کر لیا۔“ اس کے بعد سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوا لیا۔ اس میں ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا۔ اس میں کلی فرمائی اور ارشاد فرمایا ”تم دونوں اس میں سے پی لو اور اپنے چہروں اور حلق پر چھڑک لو اور بشارت حاصل کر لو۔“ ہم دونوں نے پیالہ لے لیا اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے اندر سے پکارا ”اپنی ماں کیلئے کچھ پانی چھوڑ دینا، چنانچہ ہم نے کچھ پانی برتن میں چھوڑ دیا۔“

7- حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بہت سے مواقع پر نصیحتیں کیں۔ جو تمام امت کیلئے مینارہ نور ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ پر پہنچے

اور دیکھا کہ ان کے پاس چھوہاروں کا ڈھیر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”بلال! یہ کیا ہے، انہوں نے عرض کیا ”میں نے اس کو آئندہ کیلئے ذخیرہ بنایا ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”بلال! کیا تمہیں اس کا ڈر نہیں کہ کل بروز قیامت آتش دوزخ میں تم اس کی پیش اور شورش دیکھو۔ اے بلال رضی اللہ عنہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور عرش عظیم کے مال سے قلت کا خوف نہ کرو، (بیہقی)

8- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان، حضرت صہیب اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہم کے پاس ابوسفیان آیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی تلواریں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی گردنوں میں اپنی جگہ پر نہیں پہنچیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”تم لوگ قریش کے شیخ اور سردار کے متعلق ایسی باتیں کر رہے ہو“۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر یہ ماجرا سنایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے ابو بکر! تم نے ان (فقراء صحابہ) کو ناراض کر دیا۔ اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔ تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور معذرت کرتے ہوئے کہا اے میرے بھائیو! میں نے تم کو ناراض کر دیا۔ انہوں نے جواب دیا نہیں اے بھائی۔ ”اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے“، (مسلم شریف، جلد 21 ص: 304i مشکوٰۃ، ص: 576)۔

9- یہ شرف بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا کہ آپ کو بارہا حضور اکرم شفیع محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاص اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا، اس پر بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ع ایں سعادت بروزِ بازو نیست

10- فتح مکہ کے روز خانہ کعبہ کے اندر سب سے پہلے جن تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو داخل

ہونے کا شرف حاصل ہوا، ان میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ دیگر دو صحابہ حضرت عثمان بن طلحہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہیں (بخاری شریف، جلد دوم، ص: 614)۔

11- حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے عاشق صادق کی دل آزاری ہرگز پسند نہ تھی۔ ایک بار حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپس میں جھگڑ پڑے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کالا کہہ دیا۔ انہوں نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں شکایت کر دی۔ آپ نے فرمایا! ”اے ابوذر! تمہارے دل میں جاہلیت کا تکبر ابھی باقی ہے“۔ یہ سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو گرا دیا۔ اور قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک سر نہ اٹھائیں گے جب تک سیدنا بلال ان کے رخسار پر اپنا پاؤں نہ رکھیں گے۔ چنانچہ جب تک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کیا انہوں نے سر نہ اٹھایا۔

(بخاری شریف، جلد: 1 ص 9 ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد: 1 ص: 246)۔

12- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شرف حاصل ہے کہ پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نیزہ بردار تھے۔ شاہ نجاشی نے تین خصوصی نیزے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجے تھے۔ جن میں سے ایک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تھا۔ مسجد نبوی علی صاحبہ الف الف صلاة و سلاما کی تعمیر سے قبل جہاں نماز ادا فرمائی ہوتی حضرت بلال یہ نیزہ سامنے گاڑ دیتے۔ اسی طرح عیدین کی نماز اور نماز استسقاء میں بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نیزہ لے کر آگے چلتے اور جب جماعت کھڑی ہوتی تو سامنے زمین میں گاڑ دیتے یہ سلسلہ خلافت راشدہ کے دور میں بھی رائج رہا۔

13- اصحاب صفہ کی بابرکت جماعت میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا نام سرفہرست ہے۔ یہ وہ مقدس گروہ ہے جو مسجد نبوی میں ایک چبوترے پر براجمان ہمہ وقت مصروف

عبادت (حصول علم) رہتا تھا۔ اصحاب صفہ کے فضائل و مناقب میں بکثرت آیات قرآنی اور احادیث نبوی موجود ہیں۔ ایک حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اصحاب صفہ کی طرف ہوا۔ اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ فقر و مجاہدہ کے باوجود خوش و خرم ہیں۔ آپ نے ان سے فرمایا ”اے اصحاب صفہ! تمہیں اور میری امت کے ہر اس شخص کو جو تمہاری صفت پر خوش دلی سے قائم ہو بشارت دی گئی ہے کہ تم جنت میں میرے رفقاء ہو گے۔“

14- حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ”سب سے بہتر زمانہ میرا ہے۔ اس کے بعد وہ زمانہ جو اس سے متصل ہے۔ پھر وہ جو اس کے بعد آئیگا۔“ (صحیح مسلم شریف، جلد 2 ص: 309)۔

گویا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ ہی خیر القرون تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”سب سے پہلے ایمان میں سبقت والے مہاجرین و انصار ہیں اور وہ لوگ جو بھلائی کے ساتھ ان کے بعد ایمان لائے۔“ (القرآن)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ان السابقین کے مطابق ان السابقین الاولون میں یہ آٹھ ہستیاں شامل ہیں:

سیدہ خدیجہ الکبریٰ۔ سیدنا ابو بکر صدیق۔ سیدنا علی المرتضیٰ۔ سیدنا عمار۔

سیدہ سمیہ۔ سیدنا صہیب۔ سیدنا مقداد اور سیدنا بلال رضوان اللہ علیہم

اجمعین۔

15- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کا اولین مؤذن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی آواز میں ایسی شیرینی، نغمگی، حلاوت اور مٹھاس تھی کہ جو نہی آپ کی اذان کی آواز مدینہ منورہ کی پر نور فضاؤں میں بلند ہوتی تو تمام عاشقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کشاں کشاں مسجد نبوی کی جانب دوڑے آتے۔ (بخاری شریف، جلد اول، ص: 85)۔

16- سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جو نبی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے، آپ اپنے گھر سے باہر مسجد کے صحن میں تشریف لے آتے۔ ایک دن فجر کے وقت آپ کو کچھ دیر ہو گئی۔ تو اضطرار کی حالت میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکل گیا، اَلصَّلٰوَةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے) یہ بے ساختہ نکلنے والا کلمہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا پسند آیا کہ اسے مستقلاً نماز فجر کی اذان کا حصہ بنا دیا گیا۔

17- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نجیب خاص اور مصاحب و حاجب تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبی کو سات نجیب و رفیق ملے اور مجھے چودہ عطا کئے گئے۔“ ہم نے عرض کیا: ”وہ کون ہیں؟“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم (حضرت علی مرتضیٰ) حسن و حسین، جعفر بن ابی طالب، حمزہ بن عبدالمطلب، ابو بکر صدیق، عمر فاروق، مصعب بن عمیر، سلمان فارسی، حذیفہ بن یمان، عبد اللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، اور بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین۔“

(جامع ترمذی، جلد 2 ص 219 مشکوٰۃ صفحہ: 580)

18- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے حصے میں یہ سعادت بھی آئی کہ وہ ان اولین مبلغین اسلام میں شامل ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے قبل اہل یثرب کو اسلام کے احکامات سے آگہی دینے کیلئے مدینہ طیبہ میں آئے۔ مدینہ طیبہ میں آ کر اگرچہ آپ بیمار ہو گئے اور اپنے وطن مکہ کو یاد کر کے روتے تھے۔ لیکن سرکارِ کائنات فجر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے آپ کو تسکین ملی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے آئے اور صحت و تندرستی کی دعا کی۔

19- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کفر و اسلام کے درمیان اولین معرکہ غزوہ بدر میں شامل ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ بدری صحابہ کے متعلق بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت معاذ بن رفاع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (ان کے والد اہل بدر میں سے تھے) کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ اہل بدر کو کون سا درجہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ مسلمانوں میں سب سے افضل ہیں، یا اس طرح کی کوئی اور بات فرمائی۔ حضرت جبرائیل نے کہا ہم بھی اسی طرح فرشتوں میں بدری فرشتوں کو سب سے افضل قرار دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری، جلد دوم، ص: 569)

اس غزوہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے رئیس مکہ امیہ بن خلف کو واصل جہنم کیا جو مکہ میں آپ کو بہت ستایا کرتا تھا۔

(مدارج النبوت، اردو، جلد دوم، ص: 491)

20- فتح مکہ کے روز وادی ام القریٰ میں اذان کی جو آواز اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتی ہوئی حرم کعبہ کی چھت سے بلند ہوئی وہ بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی کی تھی۔

21- غزوہ احد کے موقعہ پر جب کفار نے حضور اکرم سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر حملہ کیا تو جن بارہ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جانوں کی پروا نہ کرتے ہوئے حصار قائم کیا تھا، ان میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

22- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نام ان ہستیوں میں شامل ہے جن سے محدثین نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ آپ نے زیادہ تر نماز اور روزہ کے متعلق احادیث بیان کی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ بے حد محتاط تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے واسطے سے نسبتاً کم احادیث مروی ہیں۔ (مدارج النبوت، اردو، جلد دوم، ص: 1006)۔

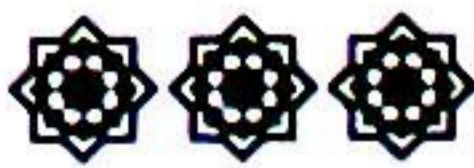
23- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت مآب کا خصوصی خدمتگار ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کے موقع پر موجود تھا۔ آپ نے بغیر اذان اور اقامت کے نماز شروع کرائی۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو گئے تو خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے برابر کھڑا کیا اور ان پر ٹیک لگا کر آپ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد وعظ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات لوگوں کو یاد دلائے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ابھارا۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ لئے ہوئے عورتوں کے قریب تشریف لے گئے اور عورتوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات یاد دلائے۔“

(نسائی شریف، جلد: 1، ص: 233، مشکوٰۃ، صفحہ: 126)

24- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دو عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خازن ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ امہات المؤمنین اور اہل بیت کی ضروریات کا اہتمام کرتے۔ مالِ غنیمت کو جمع کرنے اور اس کی تقسیم کا فریضہ بھی سرانجام دیتے۔

(مدارج النبوت، اردو، جلد دوم، ص: 862)

25- حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب نور اسلام شرق و غرب میں پھیل رہا تھا، آپ کو سفیر اسلام بننے کا شرف ملا۔ آپ نے لشکرِ اسلام کے نمائندہ کی حیثیت سے روم کے حکمران تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔



سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور ملی زندگی

خاندان:

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا خاندان یمن اور حبشہ کی سرحد کے درمیان واقع علاقہ میں آباد تھا۔ آپ ان اولین مسلمانوں میں سے ہیں جن کا تعلق وادی حجاز میں آباد قبائل سے نہ تھا۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ حمامہ رضی اللہ عنہا تھا اور والد کا نام رباح رضی اللہ عنہ تھا۔ والدہ کا تعلق یمن کے علاقہ سراة یا مکہ المکرمہ کی باندیوں سے تھا۔ وہ بھی آپ کے ساتھ ہی اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ایک بھائی خالد اور ایک بہن عسقرہ تھیں۔ آپ کی اولاد نہ تھی۔ مورخین بیوپوں کے بارے میں مختلف رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ کے خیال میں آپ کی شادی مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران ہوئی۔ بعض کے خیال میں آپ نے قیام دمشق کے دوران شادی کی۔

آپ ہجرت سے تقریباً 43 سال قبل پیدا ہوئے۔ جائے پیدائش یمن کا علاقہ سراة یا مکہ المکرمہ ہے۔ آپ غلام کے طور پر پیدا ہوئے۔ آپ کے مالک کا نام امیہ بن خلف تھا جو مشرکین مکہ کے رؤساء میں سے تھا اور نہایت جابر و ظالم شخص تھا۔

حلیہ مبارک:

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی رنگت سیاہی مائل تھی۔ آپ کا قد لمبا، سینہ کشادہ اور چوڑا، رخساروں پر گوشت نسبتاً کم اور جسم نحیف و کمزور تھا۔ تاہم آپ کی آواز بہت بلند اور بارعب تھی۔ آپ کی آنکھیں سرخ انگاروں کی مانند روشن تھیں۔ داڑھی مبارک ہلکی تھی مگر جسم اور سر پر بکثرت بال موجود تھے۔ تاہم گھنگریا لے نہ تھے۔ آپ کی ناک بھی چھٹی نہ تھی۔ نحیف و نزار ہونے کے باوجود آپ میں قوت برداشت بہت تھی کفار سے جہاد کے دوران

آپ بھرپور طاقت اور جذبے سے حصہ لیتے تھے اور جسمانی قوت کا شاندار مظاہرہ کرتے تھے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی ان سعادت مند ہستیوں میں شامل ہیں جنہیں السابقون الاولون کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿السَّابِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ

اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ﴾

ترجمہ: سب سے پہلے ایمان میں سبقت کرنے والے مہاجرین و انصار ہیں اور وہ

لوگ جو بھلائی کے ساتھ ان کے بعد ایمان لائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ”سب سے بہتر زمانہ میرا ہے۔ اس کے بعد وہ زمانہ جو اس سے متصل ہے پھر وہ جو اس کے بعد آئیگا“۔ (الحدیث)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ السابقون الاولون میں یہ

آٹھ ہستیاں شامل ہیں:

سیدہ خدیجہ الکبریٰ۔ سیدنا ابو بکر صدیق۔ سیدنا علی المرتضیٰ۔ سیدنا عمار۔

سیدہ سمیہ۔ سیدنا صہیب۔ سیدنا مقداد اور سیدنا بلال رضوان اللہ علیہم

اجمعین۔

آپ کے قبول اسلام کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ

خود موحدہ، پاکباز، نیک اور حق کی متلاشی خاتون تھیں۔ ان کی تربیت کا اثر سیدنا بلال رضی

اللہ عنہ کی فطرت میں یقیناً شامل تھا۔ پیارے آقا و مولا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی امانت، صداقت اور حسن خلق کا شہرہ بھی مکہ کے ہر باشندے تک پہنچ چکا تھا۔ نیز آپ

کی توحید و رسالت کی تبلیغ کا پیغام بھی آپ کے کانوں تک پہنچ چکا تھا۔ مزید برآں یہ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے حلیم الطبع، نیک سیرت اور معزز ہستی کی تبلیغ سے بھی حضرت بلال بہت متاثر تھے۔ بہر حال آپ نے آفتابِ اسلام کے طلوع ہونے کے فوراً بعد ہی کلمہ زحق پہ لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور مصائب و آلام:

طلوع اسلام کے ابتدائی دور میں مشرکین مکہ خصوصاً ان کے سردار جو پوری شدت سے سرکارِ ابد قرار بطحا کے درِ یتیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر رہے تھے یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ان کا ایک زر خرید غلام لات وعزئی چپلات مارتے اور تھوکتے ہوئے خدائے واحد کی عبادت کرے۔ چنانچہ دعوتِ اسلام قبول کرنے کی پاداش میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ آپ کا مالک امیہ بن خلف اور اس کے مشرکین ساتھی آپ پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے۔ لیکن مجال ہے کہ آپ کے پائے استقلال میں لغزش آئی ہو۔ وہ آپ کو پتی دھوپ میں لٹا دیتے۔ سورج نصف النہار پر ہوتا تو اوندھا کر کے آپ کے جسم پر پتھر رکھ دیتے۔ کبھی گائے کی کھال میں بند کر کے پاؤں میں بیڑیاں پہنا دیتے جسم پر بڑے بڑے پتھر رکھ کر دھوپ میں جسم کی چربی پگھلنے کے لئے لٹا دیتے۔ بعض اوقات لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے سو درج کے نیچے نوکیلے پتھروں پر آپ کو نہایت بے دردی سے کھینچتے۔ آپ کے نحیف و نزار جسم پر تازیانے اور کوڑے برسائے جاتے۔ مکہ کے اوباش مشرکین بدست شرا بیوں کی طرح آپ کا تمسخر اڑاتے۔ الغرض وہ ہر ممکن طریقے سے آپ کو تکلیف پہنچاتے اور ظلم و ستم کا ہر حربہ آزما تے۔ لیکن ان کا ہر حربہ ناکام ہوتا۔ آپ کی زبان پر احد احد کا نغمہ جاری رہتا اور تصور میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ سما یا رہتا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک آپ پر ڈھائے جانے والے مصائب و مظالم کا احوال پہنچتا تو بہت مغموم ہوتے۔ خود رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی حالت کا سن کر اداس اور غمگین ہو جاتے۔ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مالک امیہ بن خلف سے آپ کو آزاد کروانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ نے اس مشرک سردار کو منہ مانگی قیمت ادا کر کے آپ کو خرید لیا اور خوشی خوشی اپنے ساتھ لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور خوشی سے چمکنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ”اے ابوبکر! اس سودے میں ہمیں بھی شامل کر لو۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میں نے تو بلال کو اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا ہے۔“

اس طرح آپ کفار کے ظلم و ستم سے محفوظ ہو گئے اور رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آغوشِ رحمت میں آ گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور مکی زندگی کے بقیہ ایام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو آزاد کرنے کے بعد اپنے گھر میں ایک مہمان کی حیثیت سے رکھا۔ کفارِ مکہ کے ظلم و ستم برداشت کرتے کرتے آپ بہت نحیف اور کمزور ہو گئے تھے۔ کچھ عرصہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی کا لطف اٹھایا۔ جہاں آپ کو تازہ دودھ اور اچھا کھانا دیا جاتا۔ مکمل صحت یاب ہو کر آپ نے سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں باقاعدہ حاضر ہونا شروع کیا۔ دربار رسالت میں مسلسل حاضری کی سعادت، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گاری اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کا شرف جتنا آپ کو ملا شاید ہی کسی اور صحابی کو ملا ہو۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا روزانہ معمول ہوتا کہ آپ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ گھر کے کاموں میں امّ المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی معاونت کرتے۔ بازار سے سودا سلف لا کر دے دیتے۔ کبھی چکی پیس دیتے، مشکینزے بھر کر لاتے، الغرض گھریلو کاموں میں امّ المؤمنین کا ہاتھ بٹاتے اور اپنی قسمت پر نازاں ہوتے۔

مراد رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر مسلمانانِ مکہ میں ایک نیا جوش و ولولہ پیدا ہوا اور اسلام کو شان و شوکت نصیب ہوئی۔ یہ خبر اہل مکہ کو بآواز بلند سنانے کا شرف سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے جناب بلال کو نصیب ہوا۔ اس ندائے حق کو سن کر کفر کے ایوان لرزا ٹھے۔

ہجرتِ مدینہ سے قبل واقعہ معراج پیش آیا۔ سفرِ معراج سے واپسی پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بہشت تو بلال کی مشتاق ہے، اور مزید فرمایا ”میں نے جنت میں بلال کے قدموں کی آواز سنی ہے۔ اے بلال تم کون سا ایسا عمل کرتے ہو جس کی وجہ سے میں نے تمہیں جنت میں اپنے آگے دیکھا ہے۔“ حضرت بلال کا جواب تھا۔ ”یا رسول اللہ! میں نے جب بھی وضو کیا تو دو رکعت تحیۃ الوضو نوافل ضرور ادا کئے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یہ سعادت اسی عمل کی بدولت ہے۔“

مکہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے دینی بھائی:

مکی دور میں حضورِ پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آپ کا دینی بھائی بنایا۔ چنانچہ آپ دونوں میں انتہائی محبت و الفت اور باہمی احترام موجود تھا۔ حضرت عمر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کا خاص خیال رکھتے اور آپ کو یا سیدی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین بننے کے بعد بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس نسبت پر بہت نازاں ہوتے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مدنی زندگی

ہجرت مدینہ

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل اہل یثرب جو درجہ قبول کرنے کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ انہیں اسلام کے ذریعے اصولوں اور توحید و رسالت کے رموز و اسرار سے آگاہ کرنے کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن صحابہ کرام کو بھیجا، ان میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے۔ ان کے بعد آنے والوں میں حضرت ابن ام مکتوم، حضرت عمار بن یاسر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کیلئے مکہ مکرمہ کی جدائی بہت تکلیف دہ تھی لیکن دعوت اسلام کو عام کرنے کیلئے مدینہ منورہ جانا بھی ضروری تھا۔ مدینہ منورہ میں آپ حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے۔ وہاں پر دیگر صحابہ کی طرح آپ بھی بخار کی وباء میں مبتلا ہوئے۔ آپ وادی مکہ کو یاد کرتے آپ کی آنکھیں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی راہ تکتی تھیں۔ چنانچہ جب سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ عیادت کیلئے تشریف لائے اور صحت یابی کی دعا کی۔ ”اے اللہ! بلال کی بیماری کو ٹال دے اور مدینہ کو ہمارے لئے مکہ سے بڑھ کر محبوب بنا دے، چنانچہ آپ تندرست ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مدنی بھائی

ہجرت مدینہ کے بعد حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو رویحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔ آپ دونوں کے درمیان مثالی اخوت اور لازوال بھائی چارے کا

رشتہ قائم ہوا۔ اخوت کا یہ تعلق مرتے دم تک قائم رہا۔ حضرت ابو رویحہ رضی اللہ عنہ نے یمن کے ایک قبیلہ میں شادی کی خواہش ظاہر کی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کا پیغام لے کر وہاں گئے اور آپ کی سفارش کی۔ اسی طرح جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں لشکر اسلام نے ملک شام کی جانب علم جہاد بلند کیا تو آپ کا نام حضرت ابو رویحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ درج کیا گیا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ دونوں دینی بھائیوں نے دمشق کے قریب ایک قبیلے میں شادی کی اور پھر ملک شام میں ہی قیام پذیر ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور اصحاب صفہ

ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نجار کے دو یتیم بچوں سے جگہ خرید کر مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد مدینہ منورہ کے مسلمانوں کی دینی اور علمی تربیت گاہ بھی تھی اور تزکیہ نفس کا بہترین مرکز بھی۔ دنیاوی مسائل کے حل کے لئے پارلیمنٹ بھی تھی اور باہمی تعاون و استمداد کے لئے مشکل کشائی کا محور بھی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ آپ مسجد نبوی کے سب سے پہلے مؤذن قرار دیئے گئے۔

مسجد نبوی کے صحن میں مفلس اور نادار صحابہ کرام کے لئے ایک چبوترہ تعمیر کیا گیا۔ جو ان صحابہ کا گھر تھا۔ اصحاب صفہ یہاں آیات قرآنی پہ غور و فکر کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہمہ وقت دیدار کرتے رہتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو اپنانے کی جستجو میں لگے رہتے۔ صبح کے وقت کھانے پینے کا کچھ اہتمام کرتے اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر کر دیتے۔ ان صحابہ میں اولین نام سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا آتا ہے۔ دیگر صحابہ کرام میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت مسعود، حضرت صہیب، حضرت مقداد، زید بن الخطاب، حضرت خباب، حضرت حذیفہ ابن الیمان، حضرت سلمان فارسی، حضرت عمار رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔

اصحابِ صفہ کی شان و عظمت بیان کرتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش سید علی بن عثمان ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے۔ ” واضح رہنا چاہئے کہ امتِ مسلمہ کا اس پر اجتماع ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی ایک جماعت مسجد نبوی علی صاحبہ ألف صلاة وسلاما میں ہمہ وقت مصروفِ عبادت رہتی تھی۔ اور انہوں نے کسب معاش سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی طرف خصوصی توجہ فرمانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ” جو لوگ دن رات اپنے رب کی عبادت کرتے اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔ آپ ان پر خاص توجہ مبذول فرمائیں۔“ آپ آگے مزید لکھتے ہیں کہ ” ایک دن رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اصحابِ صفہ کی طرف ہوا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ فقر و فاقہ کے باوجود خوش و خرم ہیں۔ آپ نے ان سے فرمایا: ” اے اصحابِ صفہ! تمہیں اور میری امت کے ہر اس شخص کو جو تمہاری صفت پر خوش دلی سے قائم ہو، بشارت دی گئی ہے کہ تم جنت میں میرے رفقاء ہو گے۔“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ تاہم ان کی اولاد کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ ایک روایت کے مطابق ایک صحابی ابو بکیر رضی اللہ عنہ نے اپنی جواں سال بیٹی کے لئے مناسب رشتے کی غرض سے اپنے دو بیٹوں کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ بلال کے بارے میں کیا خیال ہے۔ وہ خاموشی سے واپس چلے گئے۔ چند دن بعد وہ دونوں پھر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال ہی کا نام تجویز کیا۔ وہ پھر خاموشی سے واپس چلے گئے۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا تو ان کی خاموشی دیکھتے ہوئے فرمایا۔ ” تم بلال رضی اللہ عنہ کو کیوں فراموش کر رہے ہو۔ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔“ اس طرح یہ شادی

انجام پائی۔ شادی کے بعد آپ اصحابِ صفہ میں سے اپنے گھر منتقل ہو گئے اور ایک خوشگوار زندگی گزاری۔ آپ کی زوجہ محترمہ بڑی نیک پرہیزگار اور متقی خاتون تھیں۔

ایک روایت کے مطابق آپ کی زوجہ محترمہ کا نام ہندہ الخولانی تھا۔ وہ یمن کی رہنے والی تھیں۔ کچھ روایات میں ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے شام کے شہر دمشق میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ یہاں ان کی شادی قبیلہ بنی خولان میں ہوئی۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت بلال اور آپ کے مدنی بھائی ابو رویحہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں دے دیں اور دونوں نے دمشق میں خوشگوار زندگی گزاری۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور قیام دمشق:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے عاشق صادق اور خدمت گار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا دل بھلا اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد مدینہ منورہ میں کہاں لگتا تھا! آپ نے امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملک شام جانے کی اجازت طلب کی، لیکن ان کو حضرت بلال کی جدائی گوارا نہ تھی۔ چنانچہ وہ دو سال مدینہ منورہ میں مزید قیام پذیر رہے۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملک شام کو فتح کرنے کی مہم شروع ہوئی تو آپ لشکر اسلام کے ساتھ شام پہنچے۔ چار سال کے طویل جہاد کے بعد جب شام زیرِ نگیں ہوا تو آپ نے دمشق کے قریب قبیلہ خولان میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ آپ کے دینی بھائی ابو رویحہ رضی اللہ عنہ بھی وہیں آ کر آباد ہوئے۔ ان کو گزارا کرنے کیلئے کچھ زرعی اراضی اور ماہانہ وظیفہ ملنے لگا۔ یہیں پر آپ نے شادی بھی کی۔

قیام دمشق کا اہم واقعہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ملک شام اور بیت المقدس آمد ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ لشکر اسلامی کے ہمراہ اس مہم میں شامل

رہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آپ نے اذان کہی۔ جسے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عہد رسالت یاد آ گیا۔ اور سب کی آنکھیں فراقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نم ہو گئیں۔

وصالِ مبارک:

ملکِ شام میں تقریباً 10 سال گزارنے کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے 20 ہجری میں 63 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ یہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منتہائے کمال ہے کہ آپ نے عمر مبارک بھی اتنے سال ہی پائی جتنا پیارے آقا و مولانا اس دنیا میں قیام فرمایا۔

وفات سے ایک روز قبل آپ کی زوجہ محترمہ غم اور جدائی کے دکھ کی وجہ سے زار و قطار روتی تھیں اور کہنے لگیں وا حزناہ! یعنی ہائے کیسا غم ہے! لیکن آپ جو اباً مسکراتے اور کہتے۔ ”وا فرحاہ!“ یعنی کتنی مسرت کی بات ہے کہ کل میں پیارے حبیبِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام سے جا ملوں گا۔ چنانچہ دوسرے ہی روز آپ کا وصال ہو گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”آج ہمارا سردار فوت ہو گیا، آپ دمشق میں باب الصغیر نامی قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کا روضہ انور سیدہ سلیمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے روضہ کے ساتھ واقع ہے۔ اور مرجعِ خلائق ہے۔“



حضرت بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت عاشق رسول ﷺ

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ شہنشاہ کائنات فخر موجودات حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت والفت کا مظہر اتم تھے۔ پیارے آقا و مولا کی اتباع و اطاعت کا نمونہ باکمال تھے اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے اس طرح مالا مال تھے کہ عہد رسالت سے آج تک بلکہ ابد الابد تک جہاں بھی عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہوتی ہے وہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا نام خود بخود زبان پر آ جاتا ہے۔ آپ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نقطہ کمال ہیں اور اس رہگزر میں تمام منازل کو طے کر کے اولین و آخرین کے لئے مینارِ نور ہیں۔

حبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ہے کہ حضرت بلال بے پناہ ظلم و ستم سہتے رہے لیکن ایمان کی حلاوت کا ایسا تشہ ملا کہ اللہ کی وحدانیت اور پیارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقانیت پر یقینِ کامل سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہ ہوئے۔ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمانِ کامل کے بعد آپ کی زیارت و قربت کی ایسی تڑپ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے قلب و جگر میں پیدا ہوئی کہ ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک پل کی جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ اسی لئے وہ ہمہ وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اور دولتِ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب ہوتے رہتے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے حصول اور اپنے دل کی راحت و تسکین کے لئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت گار کی حیثیت سے آپ کے تمام کام سرانجام دیتے رہتے۔ جہاں تک اتباع و اطاعت اور تسلیم و رضا کی بات ہے تو ایمان قبول کرنے سے لے کر وصال تک ہر ہر لمحہ آپ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام سنتوں پر عمل پیرا رہے اور ایک لمحے کے لئے بھی کوتاہی نہ کی۔

حضور اکرم شفیع اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کا عالم یہ تھا کہ کبھی اونچی آواز تک نہ نکالی بلکہ مجلس مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں باادب اور ساکت انداز میں یوں بیٹھتے کہ گویا سر پر کوئی پرندہ بیٹھا ہو۔ اذان فجر کے بعد حجرہ انور کے پاس جاتے تو نہایت ادب سے سلام پیش کرتے اور خاموشی سے کھڑے رہتے تا آنکہ سید ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے آتے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امہات المؤمنین اور اہل بیت اطہار سے بے حد عقیدت تھی۔ اس لئے آپ ان مقدس ہستیوں کی خدمت کر کے بہت راحت اور تسکین محسوس کرتے تھے۔ ازواج مطہرات کی روزمرہ ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔ ضروریات زندگی کی تمام اشیاء کا انتظام کرنا، مالی آمدن و خرچ کا حساب کتاب رکھنا، اگر ضرورت ہو تو قرض یا اس کی ادائیگی کا اہتمام کرنا بھی آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

اہل بیت سے محبت کے ثمر میں ہی خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نکاح کے دن خوشبو و عطریات اور دیگر ضروریات کی خریداری سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کی۔ یاد رہے کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو مکہ میں آپ نے اپنی گود میں کھلایا تھا اور آپ مدینہ شریف میں ان کے گھر کا کام کاج بھی کر دیا کرتے تھے۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک روز سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کہہ کر کسی کام سے چلے گئے۔ واپسی پر فجر کی نماز کا وقت قریب تھا۔ آپ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزرے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، جو کہ بچے تھے، کے رونے کی آواز

آئی۔ آپ نے دیکھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی پینے میں مصروف تھیں۔ آپ نے چکی پس دی اور یوں کچھ دیر سے مسجد کے اندر پہنچے۔ وہاں اقامت ہو چکی تھی۔ آپ نے دیر سے آنے کی وجہ بیان کی تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر آپ کی طرف دیکھا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربان بھی تھے۔ آپ ہر آنے والے مہمان یا سوالی کا خیال رکھتے۔ اگر کوئی صحابی یا کوئی شخص سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کا خواہاں ہوتا تو آپ گھر میں جا کر اطلاع کرتے۔ امہات المؤمنین بھی آپ پر بہت شفقت فرماتیں اور گھر کا ایک فرد ہی تصور کرتی تھیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام اور راحت کا مکمل خیال رکھا کرتے تھے۔ جب کبھی سفر میں سخت دھوپ ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دھوپ کی شدت سے بچانے کے لئے سراقس پر کسی نقشین کپڑے سے سایہ کیا کرتے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چوہدار کا کام بھی سرانجام دیا کرتے۔ سفر میں، عیدین یا استقاء کی نماز کے لئے یا محاذ جنگ پر جاتے وقت، حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے نیزہ یا بلم لے کر چلا کرتے۔ اسی طرح اگر ناقہ کی سواری ہوتی تو آپ اس کی مہار پکڑ کر آگے آگے چلتے۔ اسی خدمت کا صلہ تھا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر سرکارِ کائنات کے ناقہ کی مہار بھی آپ کو پکڑنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے مالی معاملات کے ساتھ ساتھ مملکتِ مدینہ کے بجٹ اور مالی غنیمت کا حساب کتاب بھی رکھتے تھے۔ گویا آپ دربار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خازن

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اگر کوئی حاجت مند آتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے دامن مراد کو بھرنے کے لئے حضرت بلال ہی کو حکم فرماتے تھے۔ اگر بالفرض اس وقت مال نہ بھی ہوتا تو آپ کہیں نہ کہیں سے اس کی ضرورت پوری کرتے، چاہے قرض ہی کیوں نہ لینا پڑتا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مشرک سے قرض لے کر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ضروریات پوری کرتا۔ لیکن جب قرض کافی بڑھ گیا تو اس مشرک نے سختی سے قرض کی واپسی کا تقاضا کیا۔ جس سے آپ بے حد پریشان ہوئے کیونکہ بظاہر اس وقت قرض کی واپسی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ رات بھر پریشان رہے۔ فجر سے کچھ دیر پہلے دربارِ رسالت مآب سے بلاوا آ گیا۔ آپ دوڑے دوڑے پہنچے تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آستانے کے باہر مال و اسباب سے لدی چار اونٹنیاں دیکھیں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”تم کو خوشی کی بات بتاؤں اللہ تعالیٰ نے تمہارے قرض کی ادائیگی کا انتظام فرما دیا ہے۔ فدک کے رئیس نے یہ ہدیہ مجھے بھیجا ہے۔ اسے لے جاؤ اور قرض ادا کر دو“۔ حضرت بلال نے کہا: ”میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سارا قرض واپس کر دیا، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک مسجد میں ہی میرا انتظار فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو سارے قرض سے سبکدوش کیا۔ اب ذرہ برابر بھی قرض باقی نہیں رہا۔“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاجبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت

گھر سے چلیں، جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کے سامنے پہنچیں تو وہاں ایک انصاری عورت سے ملاقات ہوگئی۔ وہ بھی یہی مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رعب و دبدبہ اور احترامِ دلوں میں اتنا تھا کہ بے دھڑک مسئلہ دریافت کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ ہم دونوں عورتیں ابھی باہر ہی کھڑی تھیں کہ اندر سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ہم نے ان سے کہا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جائیے اور عرض کیجئے کہ دو عورتیں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں کہ ”کیا ہم اپنے شوہروں اور اپنی پرورش میں جو یتیم بچے ہیں ان پر اپنے صدقے کا مال خرچ کر سکتی ہیں؟ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مت بتانا کہ ہم دونوں کون ہیں۔“ چنانچہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دروازے پر دو عورتیں یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا وہ دونوں کون ہیں؟ عرض کیا کہ ایک انصاری عورت ہے اور ایک سیدہ زینب ہیں۔ دریافت فرمایا: ”کونسی زینب؟“

عرض کیا ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ، اس کے بعد امت کے غمخوار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسئلہ ارشاد فرمایا کہ ”شوہروں اور رشتہ کے یتیموں پر خرچ کرنے سے دوہرا اجر ملے گا۔ ایک اپنوں پر خرچ کرنے کا دوسرا خیرات کرنے کا۔“ (مشکوٰۃ) رمضان شریف میں افطار کے وقت تاجدارِ مدینہ راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے: ”بلال! لاؤ ہمارا شربت افطار کا وقت ہوا چاہتا ہے“ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ شربت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اطلاع کرتے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ افطار فرمایا ہے۔

رمضان شریف کی ایک سحری کا واقعہ ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سحری تناول فرما رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خیال میں وقت ختم ہو چکا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سحری تمام ہو چکی۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا لیکن کھانے سے دست مبارک نہ روکا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اضطراب کی حالت میں پھر عرض کیا ”خدا کی قسم سحری کا وقت آخر ہو گیا“۔ جو نہی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوالہ دست مبارک سے رکھ دیا۔ کسی کے پوچھنے پر بعد ازاں سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”بلال رضی اللہ عنہ اپنے اندازے کے مطابق سحری کے خاتمہ کا اعلان کر رہے تھے لیکن ہماری نظر اس وقت آفتاب کے اس مرکز پر تھی جہاں ابھی سحری کے اختتام میں چند لمحے باقی تھے۔ لیکن جیسے ہی بلال رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی، اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کو سچا کرنے کی خاطر آفتاب کو حرکت دے کر اس خط تک پہنچا دیا، جہاں سحری کا وقت واقعی ختم ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔

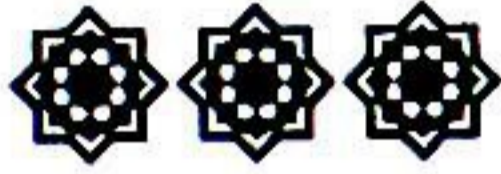


حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور غمِ ہجر

سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال ہوا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر بھی دیگر صحابہ کی طرح بڑا گہرا اثر ہوا۔ آپ مدینہ شریف کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے تھے کہ ”لوگو! تم نے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے تو مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ بتادو“۔ پھر آپ اسی غمِ ہجر میں مدینہ منورہ کو چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے۔ (دیگر روایات کے مطابق آپ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر مدینہ شریف ہی میں رہے، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں حلب تشریف لے گئے) ایک سال بعد آپ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے بلال! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا؟ کیا تمہارا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ یہ خواب دیکھ کر لبیک یا سیدی (اے آقا غلام حاضر ہے) کہتے ہوئے اٹھے اور رات ہی کو اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کو چل پڑے۔ رات دن برابر چل کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ پہلے سیدھے مسجد نبوی شریف پہنچے لیکن سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ پائے، پھر حجروں میں تلاش کیا۔ جب وہاں بھی نہ ملے تو مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور رورو کے عرض کیا ”یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! حلب سے غلام کو یہ فرما کر بلایا کہ ہم سے مل جاؤ اور جب بلال زیارت کے لئے حاضر ہوا تو آپ پردہ میں چھپ گئے“۔ یہ کہہ کر آپ بے خود ہو کر قبر انور کے پاس گر گئے۔ کافی دیر بعد جب طبیعت سنبھلی تو لوگ آپ کو اٹھا کر باہر لائے۔ اس دوران بلال رضی اللہ عنہ کی مدینہ شریف میں آمد کی خبر سارے شہر میں پھیل چکی تھی۔ بے شمار لوگ اکٹھے ہو گئے اور مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان سنانے کی درخواست کرنے لگے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ”دوستو! یہ

بات میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیوی زندگی میں اذان دیتا تھا تو جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے آنکھوں سے دیکھ لیتا تھا اب بتاؤ کہ کسے دیکھوں گا؟ مجھے اس خدمت سے معاف رکھو۔ ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ معذرت ہی کرتے رہے۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ رائے ہوئی کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہم میں سے کسی کا کہنا نہیں مانیں گے کسی کو بھیج کر مدنی شہزادوں (حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما) کو بلایا جائے۔ اگر شہزادے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال ضرور مان جائیں گے۔ چنانچہ حضرت حسین اور حسن رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے آ کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ”اے چچا جان! آج ہمیں بھی وہی اذان سنا دو جو ہمارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا کرتے تھے۔“ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا کر فرمایا: تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہو۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باغ کے پھول ہو جو کچھ تم کہو گے منظور کروں گا تمہیں رنجیدہ نہ کروں گا کہ اس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مزار اقدس میں رنج پہنچے گا اور پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو مسجد کی چھت پر کھڑا کر دیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا شروع کی۔ اللہ اکبر! مدینہ منورہ میں یہ وقت عجیب غم اور صدمہ کا وقت تھا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وصال فرمائے ہوئے ایک زمانہ ہوا تھا۔ آج مدتوں کے بعد اذان بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر مدینہ منورہ کے بازاروں اور کوچوں سے لوگ آ کر مسجد میں جمع ہوئے ہر ایک شخص گھر سے نکل آیا۔ پردہ والی عورتیں رونے لگیں۔ بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے کہ بتاؤ بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو آگئے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں کب تشریف لائیں گے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے جب اَشْهَدُ اَنَّ

مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ مِنْهُ مَبَارَكٌ سَعَى نَكَالًا أَوْ حَضُورَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَو
أَنْكُحُونَ سَعَى نَهْدِيكَهَا تَوَسَّرَ كَارِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَغَمِّ هَجْرٍ فِي بَيْتِ هَوْشٍ هُوَ كَرَّ كَرَّ
أَوْ بَهْتٍ دِيرٍ كَعَبْدِ هَوْشٍ فِي آكَرَاتِهِ بَعْدَ فِي رَوْتِ هَوَيْءِ مَلِكِ شَامٍ حَلَى كَعَى -
(مدارج النبوة)



سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جہاں بہت سے دیگر فضائل حاصل ہیں وہاں آپ کا ایک امتیازی وصف مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا اولین مؤذن ہونے کی سعادت حاصل ہونا ہے۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گزرا جس کے شانوں پر سبز کپڑے ہیں اور ہاتھ میں سنکھ ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ یہ سنکھ مجھے دے دو تا کہ میں اسے بجا کر مسلمانانِ مدینہ کو نماز کی ادائیگی کے لئے بلا سکوں۔ اس شخص نے کہا کہ میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں۔ چنانچہ اس نے اذان کے کلمات دہرائے۔ وہ شخص مسجد کی چھت پر کھڑا تھا۔ اذان کے بعد اس شخص نے نماز ادا کی۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ خواب بیان کیا۔ اسی اثناء میں حضرت فاروق اعظم بھی آگئے۔ انہوں نے بھی اس سے ملتا جلتا خواب بیان کیا۔ چنانچہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اذان کے کلمات یاد کرا کے اذان کہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اولین اذان کہنے کا شرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ صبح صادق کے وقت اذان کی دلوں میں اترتی صدا پورے مدینہ طیبہ میں گونجی اور اس طرح اذان کا یہ سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا لہجہ اور تلفظ اگرچہ اہل زبان جیسا نہ تھا تاہم آپ کی آواز جو نہی مدینہ طیبہ میں گونجتی اہل ایمان جوق در جوق مسجد نبوی میں حاضر ہو جاتے۔ نماز کا وقت قریب ہوتا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے۔ ”اے بلال! اٹھو، اذان پڑھ کر نماز شروع کراؤ اور اس سے میرے دل کو راحت پہنچاؤ۔“

بنی نجار کی ایک عورت سے روایت ہے کہ میرا گھر مسجد نبوی سے متصل تھا۔ چنانچہ میں دیکھتی کہ روزانہ طلوع فجر سے قبل سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر فجر کا وقت

شروع ہونے کا انتظار کرتے۔ تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پہلے یہ دعا کرتے۔ ”اے اللہ میں تیری حمد و ثناء بیان کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد کا طلبگار ہوں کہ قریش تیرے دین پر قائم ہو جائیں۔“ اس دعا کے بعد آپ اذان فجر شروع کرتے تھے۔ اذان فجر کے شروع ہوتے ہی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لے آتے۔ ایک دن کچھ دیر ہو گئی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اضطرابی کی کیفیت میں کہہ دیا۔ ”الصلوة خیر من النوم“ یعنی نماز نیند سے بہتر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ جملہ اتنا پسند آیا کہ آپ نے اسے اذان فجر کا مستقل حصہ بنا دیا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کا پہلا موزن ہونے کا شرف تو حاصل ہے ہی لیکن آپ کو یہ اعزاز بھی نصیب ہوا کہ فتح مکہ کے روز جب اہل مکہ مغلوب ہوئے اور اسلام کا پرچم بلند ہوا تو خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کی صدا آپ نے ہی بلند کی۔ مکہ کے مغرور رؤسا کو یہ بات ناگوار گزری کہ ایک غلام کو یہ شرف ملے۔ کعبے کی چھت پر اذان بلالی کا واقعہ ایک طرف سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی عظمت کا مظہر ہے تو دوسری جانب اس میں حضور اکرم بنی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب سے آگہی پر دلالت بھی کرتا ہے۔ پروفیسر نور بخش تو کلی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صحیح بخاری کے حوالے سے اور مولانا صنفی الرحمن مبارکپوری نے الرحیق المختوم میں لکھا ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے کی چھت پر چڑھ کر اذان کہیں۔ اس وقت ابوسفیان بن حرب عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے۔ عتاب نے کہا کہ اللہ نے اسید کو فوت کر کے اس پر کرم کیا کہ وہ یہ اذان نہ سن سکا۔ ورنہ اسے یہ ناگوار چیز سننا پڑتی۔ حارث نے کہا: واللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ برحق ہیں تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں گا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا: دیکھو! واللہ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ کیوں کہ اگر میں بولوں گا تو یہ کنکریاں بھی میرے

متعلق خبر دیں گی۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ”ابھی تم لوگوں نے جو باتیں کی ہیں۔ وہ مجھے معلوم ہو چکی ہیں پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی گفتگو دہرا دی۔ اس پر حارث اور عتاب بول اٹھے۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں خدا کی قسم! کوئی شخص ہمارے ساتھ تھا ہی نہیں کہ ہماری اس گفتگو سے آگاہ ہوتا اور ہم کہتے کہ اس نے آپ کو خبر دی ہوگی۔

مؤذن کے فضائل کے ضمن میں یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث پیش خدمت ہیں۔ تاکہ مؤذن رسول سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا مقام مزید واضح ہو:-

☆ روایت ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: ”اذان دینے والے لوگ قیامت کے دن لمبی گردنوں والے ہوں گے۔“ (صحیح مسلم)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو سات برس صرف ثواب کیلئے اذان دے تو اس کیلئے آگ سے خلاصی لکھی جاتی ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بارہ سال اذان دے۔ اس کیلئے جنت واجب ہوگی۔ اور ہر دن اس کی اذان کے عوض ساٹھ نیکیاں اور تکبیر کے عوض تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ابن ماجہ)



سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بحیثیت مجاہد اسلام

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نحیف و نزار جسامت کے مالک تھے۔ آزاد ہونے سے قبل ایک غلام کی حیثیت سے مصائب و آلام سے پُر زندگی گزارتے رہے۔ جہاں محض کام ہی کام تھا آرام یا سکون کا نام نہ تھا۔ پھر اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین مکہ کے بے پناہ ظلم و ستم کا نشانہ بنے رہے۔ اس کے باوجود آپ کے اندر ایمان کی وہ قوت موجود تھی کہ شجاعت و بہادری کی داستانیں رقم کر دیں۔ عہد رسالت میں ہر غزوہ میں پیش پیش ہوتے اور بیک وقت جری مجاہد، بے باک سپاہی اور چوکس نگہبان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دیتے۔ بعض اوقات دشمنوں کی جاسوسی کا مشن بھی ادا کرتے۔ جب حق و باطل کے مابین معرکہ گرم ہوتا تو لمحہ لمحہ کی خبر اور تازہ ترین صورت حال سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کرتے رہنا بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری تھی۔ فتح و کامرانی سے ہمکنار ہونے کے بعد جب مالِ غنیمت جمع کرنے یا اس کا حساب کتاب کرنے کا مرحلہ آتا تو یہ سعادت بھی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی حصے میں آتی۔ الغرض ایک مجاہد اسلام کی حیثیت سے آپ کا نام صحابہ کرام میں معتبر اور ممتاز ہے۔ آپ نے جن غزوات میں بھرپور انداز میں حصہ لیا ان کا ذکر کر کے اپنے قلوب کو گرماتے ہیں۔

غزوہ بدر الکبریٰ:

غزوہ بدر کفر و اسلام کے مابین اولین معرکہ ہے جس میں مشرکین مکہ مکمل تیاری اور تمام دنیاوی اسباب کو جمع کر کے اور مکمل طور پر مسلح ہو کر شمع اسلام کو بجھانے کیلئے آئے لیکن حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں نے قلیل تعداد اور وسائل میسر نہ ہونے کے باوجود لشکر کفار کو بدترین شکست سے دوچار کیا اس غزوہ میں شریک ہونے

والے صحابہ کرام کو نہایت عظمت و رفعت حاصل ہے۔ انہی مقدس ہستیوں میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل ہے۔ آپ نے ایک نڈر مجاہد اور جڑی و شجاع سپاہی کی حیثیت سے دیگر صحابہ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ کفار مکہ کا ایک سردار امیر بن خلف جو دو رِغلامی میں آپ کا مالک بھی تھا اور آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں سب سے آگے تھا۔ وہ بھی مشرکین کے لشکر میں شامل تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنی پرانی دوستی نبھانے کی خاطر اسے تحفظ فراہم کرنا چاہا۔ اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا۔ انہوں نے نہایت جوش اور ولولے سے مسلمانوں کو پکارا اور بتلایا کہ یہ مکہ کے سرداروں میں سے ایک ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اسے واصل جہنم کر دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے خود اسے قتل کیا۔ اس کے قتل پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مبارک باد پیش کی۔

غزوة احد:

غزوة احد تاریخ اسلام میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور مسلمانوں کو عارضی پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ یہ غزوة حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و الفت، آپ کی اطاعت و اتباع اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانثاری و جذبہ شہادت کے حوالے سے انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب قریب رہے اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پروانہ وار شمع رسالت پر نثار ہونے کیلئے تیار رہے۔ جب کفار نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کیا اور آپ کو خدا نخواستہ شہید کرنا چاہا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان جانثاروں میں شامل تھے جنہوں نے آپ کے گرد حلقہ بنا لیا اور کفار کے حملوں کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ ہم کل بارہ آدمی تھے جو سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا شرف حاصل کر رہے تھے۔ ہماری تلواریں خارپشت کانٹوں کی طرح اٹھی ہوئی تھیں۔ اور ہم نے مشرکین کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے ان کی ناپاک کوششوں کو ناکام بنا دیا۔

غزوة بنی قریظہ:

غزوة بنی قریظہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھائی حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی نیزہ بدست شریک ہوئے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

غزوة خیبر:

غزوة خیبر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ بشانہ ایک خدمت گزار اور مجاہد کی حیثیت سے شامل تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا ایک اہم پہلو اس غزوة میں اجاگر ہوا۔ قلع حموص کی فتح کے بعد حاکم کی بیٹی صفیہ اور ایک کمسن بچی کو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی تحویل میں حفاظت گاہ کی طرف بھیجا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان دونوں کو جنگ کے مقتولین کے لباس سے لے کر گزرے، جن کو دیکھ کر وہ رونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی حالت پر افسوس ہوا اور آپ نے فرمایا۔ "اے بلال! کیا تم نے اپنے دل سے رحم نکال ڈالا ہے؟ کیا تمہیں اس کمسن بچی پر ترس نہ آیا؟ تم اس کو مقتولین کی طرف کیوں لے کر گئے؟"۔ اس پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نادم ہوئے اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ یوں جنگ کے دوران بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے بارے میں رحمدلی کا درس دیا ہے۔

قصة ليلة التعريس:

فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وادی قرئی میں قیام فرمایا۔ رات کا وقت تھا۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ رات جاگیں

تاکہ لشکرِ اسلام کو بیدار کر سکیں۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ شب کے آخری پہر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بھی نیند آگئی۔ جب آنکھ کھلی تو سورج چمک رہا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کو جگایا اور کوچ کا حکم دیا۔ کچھ دور جا کر آپ نے وضو فرمایا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان اور تکبیر کہی اور سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے باجماعت نماز ادا کیگی کے بعد فرمایا: "جب تم نماز بھول جاؤ تو جس وقت یاد آئے فوراً ادا کرو" کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي

فتح مکہ:

حضور پر نور سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب دس ہزار صحابہ کرام کے لشکرِ عظیم کے ساتھ مکہ کی طرف رختِ سفر باندھا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حسب معمول آپ کی خدمت کیلئے ہمراہ تھے۔ جب فاتحانہ انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری حرم کعبہ میں داخل ہوئی تو اس کی مہار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے تھام رکھی تھی۔ اس موقع پر حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار سیاہ عمامہ شریف باندھے سورہ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔

جب کعبہ کو کھولنے کا مرحلہ آیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلید بردار عثمان بن طلحہ سے چابیاں لے کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو عنایت فرماتے ہوئے دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ آپ نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور باب کعبہ کو کھولنے کا شرف حاصل کیا۔ فتح مکہ کے اس موقع پر حرم کعبہ کی چھت پر چڑھ کر پہلی اذان پڑھنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا اور وہ بیت اللہ جو صدیوں سے بتوں کا مسکن اور کفر و شرک کا مرکز تھا۔ ندائے توحید و رسالت سے گونج اٹھا۔

غزوة تبوک:

ان غزوات کے علاوہ بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تقریباً سبھی غزوات و سرایا میں شامل رہے۔ خاص طور پر غزوہ تبوک میں آپ کے حوالے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ بھی روایت کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق آپ کے دستِ رحمت لگنے سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بھی اس قدر کھجوریں کھائیں کہ پیٹ میں گنجائش نہ رہی۔ لیکن پھر بھی دسترخوان پر اس قدر کھجوریں موجود تھیں کہ گویا ان میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ہو۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ قادسیہ میں شرکت کا موقع ملا۔ اس جنگ میں آپ نے بطور سفیر اسلام اور نمائندہ لشکرِ اسلام روم کے حکمران سے ملاقات کی اور اس تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اگرچہ اس نے کما حقہ آپ کی قدر و منزلت نہ کی اور تکبر و رعونت سے پیش آیا لیکن آپ نے اپنا فرض احسن انداز میں ادا کیا۔

جزى الله عن جميع المسلمين أحسن الجزاء ورضى الله تعالى عنه

وأرضاه عنا



بلال رضی اللہ عنہ

..... علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے
اہل قلم میں جس کا بہت احترام تھا
جولاں کہ سکندرِ رومی تھا ایشیا
گردوں سے بھی بلند تر اُس کا مقام تھا
تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے خام تھا
دنیا کے اُس شہنشاہِ انجم سپاہ کو
حیرت سے دیکھتا فلکِ نیل فام تھا

آج ایشیا میں اُس کو کوئی جانتا نہیں

تاریخ دان بھی اسے پہچانتا نہیں

لیکن بلالؓ وہ حبشی زادہ حقیر
فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر
جس کا امیں ازل سے ہوا سینہ بلالؓ
محکوم اس صدا کے ہیں شائبہ و فقیر
ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط
کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر
ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخِ پیر
اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے؟
رومی فنا ہوا ، حبشی کو دوام ہے!

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

..... سید محمد عبدالعزیز شرقیؒ کا ہدیہ عقیدت

سرشار و مستِ بادۂ توحید ایک دن
کوڑوں سے پٹ رہے تھے سرِ رہگزر کہیں
تھا جرم یہ کہ کیوں ہے زباں پر احد احد
اور وہ منات و لات کو کیوں پوجتا نہیں؟
ہر ضربِ تازیانہ پہ لیتے خدا کا نام
یہ دردِ عشق بھی ہے عجب لذت افریں!
کہنے لگا بہ طنز وہاں اک ستم ظریف
تم جس پہ جان دیتے ہو وہ پوچھتا نہیں
سرخیلِ عاشقانِ نبیؐ نے دیا جواب
سن لو مری بات کہ ہے عقل کے قریں
جاتے ہو تم جو مٹی کا برتن خریدنے
ٹھنکا کے دیکھ لیتے ہو کچا نہ ہو کہیں
تم تو حقیر شے کو بھی لو دیکھ بھال کر
مولیٰ مرا خریدے یونہی کیا مرے تئیں؟

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

افضال احمد انور

حُبِ احمد ﷺ میں ستم سہنا اُسے مشکل نہیں
عشق کے رَن میں کوئی اس شان کا بسمل نہیں
اک عجب آہ ، اک انوکھا سوز ، اک طرفہ تڑپ
ہے کوئی خوبی؟ جو اُس کے عشق میں شامل نہیں
سیدہ حورانِ جنت کی ہو یا نعمت ، دگر
اس کی کشتِ آرزو کا مقصد و حاصل نہیں
کوئی اور انعام اُس کا دل لبھا سکتا نہیں
جُو محمد مصطفیٰ ﷺ اُس کی کوئی منزل نہیں
دیکھنا سرکارِ ہی کو تھا اُسے عینِ صلوة
خدمتِ آقا ﷺ سے اک پل بھی ہوا غافل نہیں
اہلِ حبشہ کو ملی محبوبیت اس کے طفیل
حُسن اُس کا ہو بیاں مجھ سے ، میں اس قابل نہیں
وہ غلامِ مصطفیٰ ﷺ تھا ، سیدِ امت ہوا
اب غلام اُس کا نہیں جو ، مومن کامل نہیں





دنیاے رنگ و بو کی گہما گہمی میں، خوش ذوق احباب اپنے قلب و روح کی تسکین کی تلاش میں رہتے اور ہر خوب صورت اور خوش خصال تخلیق میں اپنے خالق کے جلوے آشکار پاتے ہیں۔ وہ صرف خوش رنگ پھولوں ہی میں نہیں بلکہ ہر ہر پتی کی ادائے دلبرانہ سے خوشبوئے یار پا کر اس پہ پروانہ وار فریفتہ نظر آتے ہیں۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ ناز سے پرورش پانے والے گلہائے رنگارنگ میں سے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آویزیوں نے ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری کے قلب و نظر کو موہ لیا اور انہوں نے جمال بلال کی نوری جھلک دکھانے کے لئے ”پیکر جمال“ نامی اس سراپا جمال کتاب کو تالیف کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ازلی سعادتوں میں سے حصہ پاتے ہوئے اسی کار خیر کو مؤلف ذی وقار نے اردو میں آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے سیرت اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بنیادی کتابوں سے استفادہ کر کے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے جمال و کمال کا ایسا ٹھنڈا میٹھا مشروب کشید کیا ہے جو ہماری نئی نسل کے اہم کام بطریق احسن سرانجام دے سکتا ہے۔ خلوص و للہیت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے قلم حاجد کو ایسا آہنگ آپ کی تحریر دلوں تک باسانی رسائی پاتی ہے۔ خدا کرے آپ کے کام میں مزید برکت ہو۔ آمین۔

7868

البغداد پرنٹرز فیصل آباد 2602723